AL-AHQAQ **Recognized by HEC in Y-Category**
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

ڈاکٹر محمد اشرف کمال کی نظم کا موضوعاتی مطالعہ

A Thematic Study of Dr. Muhammad Ashraf Kamal's Poetry

Ahmad Raza Khan

M.Phil. Urdu, Department of Urdu language and literature University of Sargodha, Sargodha, Email. ahmadraza.52521@gmail.com

Abstract:

Dr. Ashraf Kamal is a prominent figure in the contemporary Urdu literary landscape, recognized as a professor of Urdu literature, poet, critic, researcher, and writer. He excels in both poetries (free verse/poem) and ghazal (ode) forms of poetry.His poetries cover a diverse range of themes. They express profound praise and glorification of Allah Almighty, along with passionate declarations of love and devotion for Prophet Muhammad. Reverence for the Ahl al-Bayt (family of the Prophet) and other significant religious figures is also evident.Dr. Kamal's poetry poetry also showcases his love for his homeland, its soil, and his people, reflecting a deep humanistic perspective. Furthermore, he demonstrates a defiant and resistant stance against oppression, directed at both societal norms and powerful circles. His poetries convey a spectrum of emotions, including sorrow, pain, and grief, alongside joy and love.Essentially, his nazam poetry is imbued with contemporary sensibility, reflecting the poet's inner self, environment, political and social conditions, and the surrounding circumstances. This paper will undertake a thematic study of Dr. Ashraf Kamal's nazam poetry.

Keywords: Dr. Ashraf Kamal, Romanticism, Nationalism, Patriotism, Social conditions, Social issues, Political circumstances, Social festival

1865ء میں انجمن مطالب مفیدہ پنجاب کے نام سے ایک ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جسے بعد میں انجمن پنجاب کے نام سے لکھا جانے لگا۔ اس انجمن نے اُردو نظم کی روایت میں اپنا کردار ادا کیا۔ کرنل ہالرائڈ کی سرپرستی میں نظمیہ مشاعرے منعقد کیے گئے۔ مولانا محمد حسین آزادؔ، الطاف حسین حالیؔ، اکبر الہ آبادی وغیرہ نے ان مشاعروں میں کئی موضوعات پر نظمیں پڑھیں جو کہ عوام میں مقبول ہوئیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُردو نظم میں تبدیلی آتی گئی اور نظم میں مختلف موضوعات مثلاً سیاست، مذہب اور سماج وغیرہ شامل ہوئے۔ 1936ء میں لکھنؤ کے مقام پر پریم چند، سجاد ظہیر کی سربراہی میں ترقی پسند تحریک کا اِجلاس ہوا۔ اس تاسیسی اِجلاس میں ادب میں نئے زاویے سے لکھنے پر زور دیا گیا۔ ڈاکٹر محمد خواجہ زکریا لکھتے ہیں:

> ”انجمن ترقی پسند مصنفین کے تاسیسی اجلاس میں ادب کو خاصی قسم کی مقصدیت کے تحت لکھنے کے لیے قراردادیں پاس کی گئیں۔ سجاد ظہیر نے اس تحریک کے ملک گیر پھیلاؤ کے لیے بڑی جدوجہد

کی۔ دیگر ہندوستانی زبانوں کے ساتھ ساتھ اُردو میں بہت سے ترقی پسند شعرا نے سماجی اور سیاسی مضامین کو اوڑھنا بچھونا بنا دیا۔ برطانوی استعمار کے خلاف لکھا، طبقاتی تفاوت کی جھلکیاں دکھائیں، نچلے طبقے کے استحصال کی تصویریں بڑی تفصیل سے پیش کیں اور غریب محنت کشوں کو جدوجہد کرنے کی تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ رجائیت کا یہ تصوّر دیا کہ اِنقلاب آنے والا ہے۔"[1]

1947ء میں آزادیِ ہند کے نتیجے میں درپیش آنے والی مشکلات کو اُردو ادب میں بیان کیا جانے لگا۔ پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد مارشل لاؤں کے خلاف آواز بلند کی گئی۔ یوں احتجاجی موضوعات اُردو نظم میں شامل ہوئے۔ جدید نظم کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ معاشی تنگدستی، طبقاتی کشمکش اور سیاسی محاذ آرائی وغیرہ اس کا موضوع ہے۔ موجودہ دور میں نظم لکھنے والوں کی فہرست میں ڈاکٹر محمد اشرف کمالؔ کا نام بھی شامل ہے۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال ادیب، محقق، شاعر اور ماہر لسانیات ہیں۔ آپ ادبی حلقوں میں اپنی شناخت بنا چکے ہیں۔ ان کی علمی خدمات کو قومی و بین الاقوامی سطح پر پذیرائی ملی ہے اور متعدد ایوارڈز سے بھی نوازا گیا ہے۔ وہ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔ لیکن انہوں نے نظم میں بھی متنوع موضوعات پر طبع آزمائی کی ہے۔ ان کی نظموں میں پائے جانے والے موضوعات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف کمالؔ کی شاعری میں خدا اور رسول سے محبت کا والہانہ اِظہار ملتا ہے۔ یہ کائنات اتنی وسیع ہے کہ اس کی کوئی انتہا نہیں۔ جس طرح یہ کائنات وسیع ہے اسی طرح یہ موضوع بھی وسیع کینوس پر موجود ہے۔ انہوں نے حمدیہ اشعار میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا ذکر کیا ہے۔ ان کا کامِل ایمان ہے کہ اس کائنات میں موجود چرند پرند، حیوان، انسان اور جانور سمیت اپنی تمام مخلوقات تک رزق اللہ تعالیٰ کی ذات ہی پہنچا رہی ہے۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمالؔ کے حمدیہ اشعار ملاحظہ ہوں جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات اور عظمت و قدرت کا واضح بیان ہے:

حمد

خدایا تو اوّل ہے آخر بھی تو ہے
کہ تو مالک دو جہاں
اور تو خالق آسمان و زمین ہے
تیرے بس میں دُنیا کا اک ایک ذرّہ
تو معبود ہے اور قادر ہے ہر اک شے پر
جہاں میں کوئی تیرا ہمسر نہیں
کمالؔ اپنے سر کو جھکائے کہاں
تیرے در کے سوا
اور کوئی در نہیں ہے"[2]

متذکرہ بالا اشعار میں انہوں نے خداوندِ کریم کی توحید بیان کی ہے اور ان کا ایمان ہے کہ اس عظیم ہستی کے در کے سوا کوئی در نہیں

تمام مخلوقات اسی کے در کی سوالی ہیں۔ڈاکٹر محمد اشرف کمال کے حمدیہ اشعار کے بارے میں سدرہ لیاقت رقم طراز ہیں:

”محمد اشرف کمال کی حمد میں جو اہم بات ہے وہ ان کا عقیدہ ہے کہ جو لمحہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور عبادت میں گزرا ہے دراصل وہی لمحہ حاصِل حیات ہے۔ انہوں نے حمدیہ اشعار میں محبت و عقیدت کے جو پھول نچھاور کیے ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھتے ہیں اور اسی ذات کو تمام تعریفوں اور حمد و ثنا کے لائق سمجھتے ہیں۔ان کی حمدیہ شاعری محض لفظوں کی جوڑ توڑ اور تراکیب لفظی کا نام نہیں بلکہ ان کی حمد میں وہ کیفیات اور اثر موجود ہے جو ایک بندہ اپنے رب کی عبادت کے دوران محسوس کرتا ہے۔ان کا حمدیہ کلام پڑھ کر یہ واضح طور پر محسوس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد اشرف کمال حمد و ثنا کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے عرفان کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔“3

اُردو میں نعتیہ شاعری کی توانا روایت ملتی ہے۔اس ضمن میں امیر مینائی، محسن کاکوروی، ظفر علی خان، علامہ اقبالؒ، ریاض مجید، مظفر وارثی اور اقبال عظیم سمیت متعدد شعرا اِس فہرست میں شامل ہیں۔ڈاکٹر محمد اشرف کمال بھی اس روایت میں کسی سے پیچھے نہیں رہے بلکہ وہ کریم آقاؐ سے محبت کا اظہار اپنی شفاعت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔اس حوالے سے ان کے نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں:

”دکھوں کا مسیحا ہے نام محمدؐ
غموں کا مداوا ہے نام محمدؐ
دِلوں کا دلارا ہے نام محمدؐ
ہمیں جاں سے پیارا ہے نام محمدؐ
رگوں میں لہو کی حرارت ہے جس سے
وہی اِک اشارہ ہے نام محمدؐ“4

ڈاکٹر محمد اشرف کمال کی نظم متنوع موضوعات کی حامل ہے۔ان کی نظم میں وطن سے محبت کا اظہار بدرجہ اُتم موجود ہے۔یہ قانونِ فطرت ہے کہ کوئی جہاں پیدا ہوتا ہے اس دھرتی سے محبت کا جذبہ اس کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے۔وہ اپنی جنم دھرتی میں ہر وقت بہار دیکھنا چاہتا ہے۔جب اس دھرتی کا پرامن ماحول بدامنی، انتشار، قتل و غارت اور ناانصافی میں تبدیل ہوتا ہے تو اسے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ڈاکٹر محمد اشرف کمال اپنے وطن عزیز پاکستان سے والہانہ محبت رکھتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں یہ ملک بے مثال قربانیوں سے حاصِل ہوا ہے۔لاکھوں شہیدوں کا لہو اس وطن کی اساس ہے، اس وطن عزیز کے لیے ماؤں نے اپنے بیٹے، بیویوں نے اپنے سہاگ اور بہنوں نے پیارے بھائی قربان کیے۔جن الفاظ میں ڈاکٹر محمد اشرف کمال نے وطن سے محبت کا اِظہار کیا ہے، ملاحظہ ہوں:

”میرے وطن میں کسی کا کوئی غلام نہ ہو
خدا کرے یہاں ظلم کا نظام نہ ہو
چمکتا چاندیوں اترے زمین کے آنچل پر

جدھر بھی آنکھ اٹھے تیرگی کا نام نہ ہو

ہر ایک چہرہ دمکتا رہے قیامت تک

ہزار دھوپ ہو لیکن غموں کا نام نہ ہو

تمام لوگ رہیں امن و آتشی سے یہاں

ذراسی بات پہ لوگوں کا قتلِ عام نہ ہو۔"[5]

متذکرہ بالا اشعار میں وطن سے محبت جھلک رہی ہے، وہ اس کرہٴ ارض پہ موجود ٹکڑے کو جنت سے مشابہت دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک وطن کا ہر ذرّہ چاند ہے۔ وطن سے محبت کا اِظہار اُردو شاعری میں بالخصوص پاکستان میں شاعری کی روایت میں ملتا ہے۔ وطن سے محبت کا اِظہار کرنے والوں کی طویل فہرست ہے جس میں صوفی تبسّم، اقبال، فیض احمد فیض، حبیب جالب، حفیظ جالندھری وغیرہ کے نام نمایاں ہیں۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال نے اپنے وطن سے جس طرح عقیدت کا اِظہار کیا ہے تو وہ بھی اس فہرست میں شامِل نظر آتے ہیں، اس ضمن میں درج ذیل دو شعر دیکھیں:

"ذرّہ ذرّہ وطن کی مٹی کا

چاند سورج سے بڑھ کر روشن ہے

یہاں ٹھنڈی ہوا کے جھونکے ہیں

یہ بہشت بری کا روزن ہے۔"[6]

قوموں کی زندگی میں مشکل حالات آتے ہیں، ان مشکل حالات میں حوصلہ وہمت سے نبرد آزما ہوتا ہے، موصوف کی نظموں میں ایسے بہت سے اشعار پڑھنے کو ملتے ہیں جس میں قوموں کے لیے مشکل وقت میں حوصلہ وہمت کا پیغام ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال کی نظموں میں ایسا جذبہ ان کی رجائیت پسندی کا واضح ثبوت ہے۔ اس حوالے سے ان کی نظم "صبح نو" سے چند سطور ملاحظہ ہوں:

"صبحِ نو"

"روشنی کے لیے

صبحِ نو کے لیے

دیپ ہم نے ہی خونِ جگر

اور خونِ تمنا سے روشن کیے

آندھیاں ہوں کہ ہوں ظلمتیں

زلزلے ہوں کہ طوفان ہوں

سینہ تانے ہوئے ہم کھڑے ہی رہے

ہم کسی موڑ پر لڑکھڑائے نہیں"[7]

AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

ان کی شاعری میں ظلم و جبر کے خلاف مزاحمتی اشعار بھی نظر آتے ہیں۔ معاشرے میں ظلم و استحصال چاہے وہ معاشی یا سماجی سطح کا ہو موصوف اس کو ظلم سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک جس سماج میں ظلم و جبر ہو گا وہ معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال محبت کا پیغام عام کرنا چاہتے ہیں اور اس سماج سے نفرت کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ جن معاشروں میں محبت و بھائی چارہ کو پروان چڑھایا جائے وہی معاشرے اتحاد و باہمی یگانگت کے ذریعے سکون و اطمینان کا باعث بنتے ہیں۔ جو عناصر معاشرے کو نفرت، دہشت اور ظلم و بربریت کا آماج گاہ بناتے ہیں موصوف کا ان کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ وہ ان عناصر کے خلاف نہ صرف آواز اٹھاتے ہیں بلکہ ان کے ہاتھ قلم کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جب اُردو ادب میں مزاحمت، بغاوت اور اِنقلاب جیسے موضوعات آئے ہیں وہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے نظر آتے ہیں وہ ترقی پسندانہ نظریات کے تحت لکھی جانے والی شاعری ہو یا تقسیمِ ہند کے دور کی قتل و غارت ہو، کشمیر و فلسطین میں ظلم کے خلاف رقم کی جانے والے داستان ہوں یا ماں دھرتی میں مارشل لا کے دور کا ادب ہو، الغرض ظلم اور بربریت کے خلاف شعراء و ادبا نے توانا آواز اٹھائی ہے۔ ایک شاعر یا تخلیق کار کو سماج میں نباض کی حیثیت حاصِل ہوتی ہے۔ اسے سماج میں جو کچھ نظر آتا ہے اس کا اِظہار وہ قلم کے ذریعے کرتا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد اشرف کمال نے اپنے خیالات اور احساسات کا اِظہار درج ذیل اشعار کی صورت میں کیا ہے:

"ضرورت"

"ہمیں
وہ ہاتھ کاٹنے ہیں
جو کہ ظلم و جبر
کرنے کے لیے دراز ہیں
ہمیں وہ سر جھکانے ہیں
کہ جن میں
نفرتوں کا بھس
بھرا ہوا ہے
اور
ہمیں وہ چہرے
بے نقاب کرنے ہیں
جو
باغباں کا روپ بھر کے
سارا گلستان

اجاڑ دیتے ہیں"8

سیاسی ظلم و جبر کے خلاف مزاحمت اُردو شاعری کا ایک اہم پہلو ہے۔ شاعری کے ذریعے سیاسی اِصطلاحات کی کوشش کی جاتی ہے اور حکومت کی استبدادی پالیسیوں کو چیلنج کیا جاتا ہے۔ اُردو ادب میں ظلم و جبر کے خلاف ایک مزاحمتی رویہ نظر آتا ہے۔ جس میں انسانیت کے احترام کی بات کی جاتی ہے۔ اس مزاحمت میں ناانصافی کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا اور حق کا ساتھ دینا مرکزی موضوعات ہیں۔ یہ عناصر اُردو شاعری کو نہ صرف ادبی شکل دیتے ہیں بلکہ معاشرہ میں تبدیلی کی تحریک پیدا کرتے ہیں۔

چوں کہ بچے کسی قوم کے روشن مستقبل کی ضمانت ہوتے ہیں۔ اُردو ادب میں "ادبِ اطفال" ایک خاص موضوع ہے جو بچوں کی ذہنی، جذباتی اور اخلاقی نشوونما کے لیے تخلیق کیا جاتا ہے۔ ادبِ اطفال بچوں کے لیے خاص طور پر دلچسپ، مفید اور تعلیمی نوعیت کا ہوتا ہے۔ اس کا مقصد بچوں کو زندگی کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کرانا اور ان کے اندر مثبت خصوصیات پیدا کرنا ہوتا ہے۔ ادبِ اطفال میں کہانیاں ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کہانیوں میں بچوں کی دلچسپی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے غیر معمولی واقعات، جادوئی عناصر اور اخلاقی اسباق شامل کیے جاتے ہیں۔ بچوں کے لیے نظموں اور اشعار کا ادب بھی اہمیت کا حامل ہے ان نظموں میں آسان زبان، خوشبو، رنگ اور قدرتی مناظر کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ بچوں کی تخلیقی سوچ کو ابھارا جاسکے۔ ادبِ اطفال میں تعلیمی موضوعات جیسے سائنس، تاریخ، اخلاقیات اور معاشرتی مسائل پر بھی کتب لکھی جاتی ہیں تاکہ بچوں کو تفریح کے ساتھ ساتھ علم بھی حاصل ہو۔ ایسے مواد کا مقصد بچوں کی تعلیمی تربیت کرنا اور ان میں فکری وسعت پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اُردو شاعری میں بچوں کے حوالے سے صوفی تبسّم، علامہ اقبالؒ، اور اسماعیل مرٹھی کے نام نمایاں ہیں۔ اسماعیل میرٹھی تو بچوں کے شاعر کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال نے بچوں کے لیے ادب تخلیق کیا۔ بچوں کے لیے نظمیں لکھ کر اس فہرست میں شامل ہوئے۔ بچوں کے لیے نظم "گڑیا" کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

"گڑیا"

"پاپا کی ہے راج دلاری
مما کو ہے جان سے پیاری
روشن روشن آنکھیں اس کی
نٹ کھٹ سی ہیں باتیں اس کی
بال ہیں اس کے ریشم جیسے
ہونٹ گلابی نیلم جیسے
سب سے انوکھی سب سے نرالی
گڑیا ہے یہ قسمت والی
باتیں اس کی میٹھی میٹھی
کھاتی ہے یہ دودھ جلیبی

بہنوں میں ہے سب سے چھوٹی
سالن کھائے مانگے روٹی
سب کے لیے ہے ایک کھلونا
اس کا ساتھی بندر بونا"9

ڈاکٹر محمد اشرف کمال کی شاعری میں موضوعات کا تنوّع پایا جاتا ہے۔ ان کی نظم میں چاندرات اور عید کے حوالے سے اشعار ملتے ہیں۔ ان کی نظم میں عید کے چاند کا تذکرہ عید کی خوشیوں اور برکتوں کا نمائندہ ہے۔ وہ عید کے چاند کو ایک خاص علامت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو خوشی اور امید کی نئی روشنی لے کر آتا ہے۔ چاند کے ظہور کا تذکرہ، عید کی آمد، محبت اور اِجتماعی خوشیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ موصوف کی نظم میں چاند کی روشنی، عید کی رات کی چمک اور لوگوں کے چہروں پر خوشی کی جھلک دکھائی دیتی ہے جو اس موقع پر ہر دل میں امید اور محبت کے جذبات کو پروان چڑھاتی ہے۔ اس موضوع کے حوالے سے ان کی نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

"لوگ کہتے ہیں کہ عید آئی ہے
پھر شب و روز کی گردش ہم کو
اک نئے موڑ پہ لے آئی ہے
رقص کرتی ہے خوشی چہروں پر
ہر طرف پیار کی شہنائی ہے
پھر چمکتے ہوئے بازاروں میں
رنگ و خوشبو کی گھٹا چھائی ہے
چاند تاروں کا حسیں جھرمٹ ہے
جیسے بارات اتر آئی ہے
لوگ کہتے ہیں کہ عید آئی ہے
ان چمکتے ہوئے بازاروں میں
ہم نے کچھ ایسے بھی چہرے دیکھے
جن کے گالوں پر خزاں چھائی ہے
آبلہ پائی ہے قسمت جن کی
موت آنکھوں میں اتر آئی ہے
چاہتیں اجنبی ہیں جن کے لیے
جن کی زخموں سے شناسائی ہے

زندگی دھوپ کا لبادہ اوڑھے
غم کی بانہوں میں سمٹ آئی ہے
لوگ کہتے ہیں کہ عید آئی ہے
آؤ! ہاتھوں میں لیے ہاتھ چلیں
عمر بھر مل کے سبھی ساتھ چلیں
ظلمتِ شب کے اندھیروں میں کمالؔ
روشنی کی لیے سوغات چلیں10 درج بالا نظم عید کی خوشیوں کے پس منظر میں موجود سماجی حقیقتوں کو اجاگر کرتی ہے۔ یہ نظم انسان کی داخلی دنیا، سماجی حالات اور عید کی حقیقتوں کی عکاسی کرتی ہے جو قاری کو گہرے فکری اور جذباتی تجربات سے ہمکنار کرتی ہے۔

اشرف کمال کی نظم میں ہجر کا موضوع ایک گہری اداس کیفیت کو بیان کرتا ہے جس میں جدائی اور دوری کے درد کو شاعری کے ذریعے محسوس کیا گیا ہے۔ ہجر کی حالت میں انسان اپنے محبوب یا عزیز سے دوری کے غم میں ڈوب جاتا ہے۔ انہوں نے اس موضوع کو اپنی نظم میں بیان کیا ہے۔ وہ ہجر کو صرف جسمانی فاصلے تک محدود نہیں کرتے بلکہ اسے ایک نفسیاتی اور جذباتی کیفیت کے طور پر بھی بیان کرتے ہیں، جہاں انسان کی روح تک پگھلانے والے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان کی شاعری میں ہجر کا تذکرہ گہرے احساسات کا عکاس ہے، جو عشق تنہائی اور انتظار کی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔ اشرف کمال کی نظم میں ہجر کی کیفیت ایک طرح کی داخلی اذیت کے طور پر سامنے آتی ہے جو شاعر کے دل و دماغ کو مسلسل بے چین رکھتی ہے۔ ان کی نظم "المیہ" ملاحظہ ہو:

"المیہ"

"تنہائی ہے اس شہرِ گنجان میں
ایسی
ہم تیری یادوں کی بجائے
روئیں
کس کے ساتھ لپٹ کر "11

وہ اپنے محبوب کو مسیحا سمجھتے ہیں۔ ان کے محبوب کی طرف سے دی جانے والی جدائی اور ہجر کی کیفیت کو درج ذیل اشعار میں بیان کیا ہے:

"بن کے آیا تھا مسیحا دوستو
دے گیا درد جدائی ایک شخص
ساری دُنیا بے وفا لگنے لگی
کر گیا جب بے وفائی ایک شخص "12

ان کی نظموں کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب کے ساتھ بھی لگاؤ رکھتے ہیں۔ ان کے حمدیہ اشعار کے ساتھ نعتیہ کلام بھی پایا جاتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ امام عالی مقام نے بہادری وجرت کے ساتھ باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ان شہدائے کربلا کو اُردو شاعری میں سلام پیش کرنے کے لیے شعرا نے طبع آزمائی کی ہے۔ شہدائے کربلا کو سلام پیش کرنے میں ڈاکٹر محمد اشرف کمال کسی سے پیچھے نہ رہے۔ ان کی سلام نگاری کے حوالے سے ڈاکٹر اقصیٰ نسیم سندھو رقم طراز ہیں:

> "ڈاکٹر محمد اشرف کمال حمد و نعت نگاری کے ساتھ ساتھ امامِ عالی مقام حضرت امام حسینؑ سے بھی گہری عقیدت رکھنے کی وجہ سے سلام نگاری میں طبع آزمائی کرتے چلے آرہے ہیں۔ اُردو شاعری میں جہاں مرثیہ اور نوحہ نگاری کا رواج پرانا ہے اسی طرح سلام نگاری کی روایت بھی کئی صدیوں پر محیط ہے۔ ان کے ہاں سلام نگاری کی روایت ایک مستند حوالے کے ساتھ موجود نظر آتی ہے اور وہ حوالہ ہے امام حسینؑ اور اہل بیتؑ سے محبت کا"[13]

انھوں نے امام عالی مقام سے محبت وعقیدت کا اِظہار ان اشعار کے ذریعے پیش کیا ہے:

"میرے حسین تجھے بصد رشک واحترام
کرتے ہیں آسمان وزمین رات دن سلام[14]

ڈاکٹر محمد اشرف کمال کے بقول وہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا جو کہ اپنی زندگی میں امام حسینؑ کو اپنا رہنما تسلیم کرتا ہے اور ان کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ امام عالی مقام کو اپنا پیشوا اور رہنما تسلیم کرتے ہوئے موصوف نے عقیدت کا اِظہار درج ذیل اشعار میں کیا ہے:

"رہِ وفا پہ چلا ہوں تو آئینہ ہے حسینؑ
کبھی بھٹک نہیں سکتا کہ رہنما ہے حسینؑ
میں باوضو جو کبھی نیند اوڑ لیتا ہوں
تمام شب میری آنکھوں میں جاگتا ہے حسینؑ
کسی طرح بھی لکھا ظلم کے خلاف لکھا
خیال وفکر میں ایسے بسا ہوا ہے حسینؑ"[15]

مندرجہ بالا اشعار سے ان کی اہل بیتؑ سے محبت کا شاندار اِظہار ہے اور یہ اشعار سکونِ قلب کا باعث بھی ہیں۔ طنز ومزاح زندگی کو جاذب اور بے کیف بناتا ہے۔ مزاح کے بغیر زندگی بے رنگ ہے۔ معاشرے میں ناہمواری کو دور کرنے کے لیے مزاح اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ڈاکٹر اشفاق احمد ورک نے مزاح کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

> "غم اور خوشی دو ایسے بنیادی رویے ہیں جو زندگی میں قدم قدم پر انسانی جذبات اور اس کے باطن کی عکاسی کرتے ہوئے ملتے ہیں۔ ان میں سے ایک رویہ قنوطیت کی طرف لے کے جاتا ہے اور دوسرا رجائیت اور فتح کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ مزاح اسی دوسرے رویے کی پاسبانی و

پاسداری کرنے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے"۔[16]

معاشرتی تکالیف نے انسانی زندگی کو پریشانیوں میں ڈال دیا ہے۔ مزاح کے ذریعے ان پریشانیوں سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال کثیر الجہت علمی وادبی شخصیت ہیں۔ نہ صرف وہ نقاد، محقق اور غزل گو ہیں بلکہ ان کی نظموں کو بھی ایک مقام حاصِل ہے۔ ان کی نظم میں مزاح عموماً تخلیقی اور دلچسپ انداز میں دکھائی دیتا ہے۔ انہوں نے اپنی نظم میں لطیفہ، ہنسی مذاق اور روزمرہ کی سماجی گفتگو کو ڈھالا ہے۔ ان کا یہ وصف ہے کہ پیچیدہ موضوعات کو مزاحیہ انداز میں آسان اور قابل فہم بنا کر پیش کیا ہے۔ ان کے چند مزاحیہ اشعار ملاحظہ ہوں:

"خوب کرتی ہیں چغلیاں دونوں
جب کوئی تیسرا نہیں ہوتا
کتنے تعویذ لے چکے لیکن
اثر اس کو ذرا نہیں ہوتا"[17]

سماجی مسائل اور حقیقت بیان کرنے کے حوالے سے دو اشعار ملاحظہ ہوں:

"کیوں نہیں دیکھتی وہ ہنس کے مجھے
کیوں کوئی حادثہ نہیں ہوتا
خود بناتی ہیں عورتیں، ورنہ
مسئلہ، مسئلہ نہیں ہوتا"[18]

دولت کی ریل پیل سے کچھ لوگ اپنے رویوں میں تبدیلی لے آتے ہیں۔ وہ اپنے حقیقی روپ کو بیوٹی پارلر سے میک اپ کروا کر مصنوعی روپ میں ڈھال لیتے ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر اشرف کمال یوں رقم طراز ہیں:

"آنکھ ہیرے کی دانت سونے کا
کیا نرالا ہے کام پیسے کا
بن گیا ہے جو چہرہ سرخ وسفید
سارا جادو ہے شوخ وغازے کا"[19]

ڈاکٹر محمد اشرف کمال کی نظم میں زندگی کے حقائق، پیچیدہ پہلو اور انسانی جذبات واحساسات کا بیان ملتا ہے وہ اپنی نظم میں سماجی مسائل اور فرد کی داخلی وخارجی کشمکش کو موضوع بناتے ہیں۔ انہوں نے اپنی شاعری کو سادہ اور سلیس زبان میں پیش کیا ہے۔ ان کی شاعری میں معنی کی تہہ داری ہوتی ہے اور وہ پیچیدہ خیالات کو آسان طریقے میں پیش کرتے ہیں۔ اسلوب کی سادگی ان کی نظم کو پرکشش بناتی ہے اور قاری پر اپنا گہرا نقش چھوڑتی ہے۔ انہوں نے نظم میں مختلف ہیتوں کو بیان کیا ہے۔ ان کے شعری مجموعے غزلوں پر مشتمل ہیں لیکن ان شعری مجموعوں میں آزاد نظمیں، پابند نظمیں، ہائیکو، ثلاثی، ترائیلے ترویلی وغیرہ شامل ہیں۔ ہائیکو جاپانی ادب کی صنف ہے لیکن اب اس کو اُردو میں بھی لکھا جارہا ہے۔ اس ہیئت میں فطرت کے مناظر کے ساتھ ساتھ دوسرے موضوعات بھی بیان ہورہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال کی ہائیکو بطور مثال ملاحظہ ہو:

"دل کے محبس میں
ایک چہرے نے کھولے ہیں
یاد کے روشن دان"[20]

انہوں نے مشکل الفاظ اِستعمال نہیں کیے بلکہ ان کا انداز بیان سادہ ہے۔نامانوس اور مشکل الفاظ استعمال نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود آسان لفظوں میں لکھی ہوئی شاعری کو پسند کرتے ہیں۔موصوف ناصر کاظمی اور شکیب جلالی کی آسان شاعری کو پسند فرماتے ہیں۔ان کی نظموں میں سہل ممتنع موجود ہے۔انہوں نے آزاد نظموں کے ساتھ ساتھ پابند نظمیں بھی لکھی ہیں۔ان کی پابند نظموں میں موسیقیت، ترنم، تکرار لفظی، ترنم اور بہاؤ، جاذبیت اور کشش پیدا کرتا ہے۔ان کی ایک نظم "شہر عشق" ملاحظہ ہو جس میں متذکرہ بالا خصوصیات کو مہارت کے ساتھ برتا گیا ہے:

"شہر عشق"

نظر نظر عنایتیں
قدم قدم رکاوٹیں"21

ڈاکٹر محمد اشرف کمال کی نظموں کا عمیق مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تراکیب کا استعمال خوب صورتی سے کیا ہے۔یہ تراکیب ان کی نظم میں جاذبیت اور دلکشی کا باعث ہیں ان کی نظموں میں موجود تراکیب ملاحظہ ہوں۔"صبح نو""خونِ تمنا"، "شب و روز"، "ظلمتِ شب"، "بام و در"، "دشمنِ جاں"، آہ و فغاں"، "عہدِ وفا" شامل ہیں۔یہ تمام تراکیب ان کے شعری مجموعے "پھول راستے" میں ہیں۔ انہوں نے اپنی نظم میں تشبیہ و استعارہ کا استعمال خوب صورت انداز میں کیا ہے۔اس ضمن میں درج ذیل مثالیں ملاحظہ ہوں:

"ایک چہرہ ہے چاند کی صورت
وہ نظر آئے عید ہو جائے"22

"عید کے روز یاد آتے ہیں
پھول سے لوگ چاند سے چہرے"23

ان کی نظموں میں خیالات کا ارتقا اور ان کی ترقی اہمیت کی حامل ہے۔انہوں نے ایک خیال کو آغاز سے اختتام تک تسلسل اور روانی کے ساتھ بیان کیا ہے جس سے نظم میں ایک خاص لگاؤ محسوس ہوتی ہے۔وہ اپنی شاعری کے ذریعے قارئین کے ذہن پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ان کی نظموں میں انسانیت کی کشمکش، امید اور محبت جیسے جذبات نظر آتے ہیں۔ڈاکٹر محمد اشرف کمال کی نظم میں ان کا مخلصانہ اِظہار اور سماجی حقیقتوں کا شعور اہمیت کا حامل ہے۔ان کی شاعری میں انسان اور معاشرت کے تعلقات اور زندگی کی حقیقتوں کا بیان انہیں ایک منفرد مقام دیتا ہے۔

https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

حوالہ جات

1. خواجہ محمد زکریا، ڈاکٹر، انتخاب زریں اردو نظم، سنگت پبلشرز، لاہور، 2015ء، ص 17
2. محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، دھوپ کا شہر، ابلاغ پبلشرز، لاہور، 1995ء، ص 13
3. سدرہ لیاقت، محمد اشرف کمال کا حمدیہ کلام، روزنامہ بھکر ٹائمز، بروز سوموار، 24 اگست 2015ء، ص 3.
4. محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، دھوپ کا شہر، ص 14
5. محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، روزنامہ بھکر ٹائمز، بروز جمعرات، اگست 2018ء، ص 3
6. ایضاً، ص 3
7. محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، پھول راستے، امتیاز فیاض پریس لاہور: 1992ء، ص 12
8۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، دھوپ کا شہر، ص 123
9. محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، پھول راستے، ص 77
10. ایضاً، ص 73
11. محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، دھوپ کا شہر، ص 128
12. ایضاً، ص 128
13۔ اقصیٰ نسیم سندھو، ڈاکٹر، ڈاکٹر اشرف کمال کی سلام نگاری، روزنامہ اومیگا نیوز، لاہور: 19 دسمبر 2022ء، ص 7
14. ایضاً، ص 7
15. ایضاً، ص 7
16. اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر، اصناف نظم و نثر، الفیصل ناشران، لاہور، 2014ء، ص 278
17. محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، روزنامہ بھکر ٹائمز، بھکر، بروز سوموار، 29 جون 2015ء، ص 3
18. ایضاً، ص 3

ایضاً، ص 3

ایضاً، ص 3

21. محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، دھوپ کا شہر، ص 81
22. ایضاً، ص 57
23. ایضاً